BA Part I
Subsidiary

مضامینِ پطرس

سوال نمبر ۱: "سویرے جو کل میری آنکھ کھلی" انشائیہ پر نگاہ ڈالئے؟

جواب: پروفیسر احمد شاہ پطرس بخاری کی شخصیت اور ان کا فن اردو کے طنز یہ و مزاحیہ نثری ادب میں محتاجِ تعارف نہیں۔ پطرس بخاری فطری طور پر مذاق اور زندہ دل واقع ہوئے تھے۔ انکی شخصیت کے اس پس منظر میں جب ان کی تحریروں کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ خود بخود ابھرنے والے مزاح کی برقیاتی سے مملو نظر آتی ہیں۔ پطرس کے مضامین سے اردو نثر میں انگریزی طرز کے خالص مزاح کی روایت شروع ہوئی ہے۔

پطرس نے صرف گیارہ مضامین لکھ کر اردو ظرافت نگاری میں جو مقام حاصل کیا ہے وہاں تک پہنچنے کے لئے دوسرے ظرافت نگاروں کو تصنیف و تالیف کی نہ جانے کتنی کٹھن منزلوں سے گزرنا پڑا ہوگا۔ اس لحاظ سے پطرس کے مضامین بہت دقیع اور اردو ظرافت میں ایک نئی روایت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

"سویرے جو کل میری آنکھ کھلی" "مرحوم کی یاد میں" "لاہور کا جغرافیہ" "انجام بخیر" اور کتے" پطرس کے بہترین مضامین شمار ہوتے ہیں۔
پطرس بخاری نے انشائیہ "سویرے جو کل میری آنکھ کھلی" کے عنوان کے تحت ایک نفسیاتی مرض کا جائزہ پیش کیا ہے۔ عموماً شہری زندگی میں لوگ دیر تک جاگنے کی وجہ کر سویرے اٹھنے کی کوشش محال ہے۔ اس طرح دیر تک سونے والے لوگ ذہنی اور جسمانی مریض ہو جاتے ہیں۔
کام کا بوجھ روزانہ بڑھتا جاتا ہے۔ نہایت ضروری کام بھی ملتوی ہوتا رہتا ہے۔ بالخصوص طالب العلم کی زندگی میں جب دیر تک سونے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے طالب العلم کی حاضری اور کلاس کے اندر ان کی دلچسپی بھی برقرار نہیں رہ پاتی ہے۔
اس پس منظر میں پطرس بخاری نے مزاحیہ انداز میں ایک ایسے کردار کا ذکر کیا ہے جو سویرے اٹھنے کا ارادہ کر کے روزانہ خوابگاہ میں بستر پر دراز ہو جایا کرتا تھا۔ اور ارادہ کرتا تھا کہ دوسرے روز نہایت سویرے اٹھ کر اپنے والدین کی منشی کو ادا کرے گا۔ لیکن عادت کا مریض سویرے آنکھ کھلنے کے باوجود بستر سے اٹھ نہیں سکتا تھا۔ بلکہ اس نے اپنے ایک پڑوسی کو، جو سویرے جاگنے کا عادی تھا، اٹھانے کی زحمت دی تھی۔ اس نے پہلے دن بہت سویرے جگا دیا۔ اس وقت تقریباً ۲ بج رہا تھا، لیکن نیند ٹوٹ جانے کا باوجود اپنے محسن کو جواب دے کر پھر سے بستر سے علیحدہ ہو کر نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ لیکن صبح کی حالت جاگنے کا مزاہ اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ عالم خواب میں والدین کی اذانگی کا مزہ محسوس ہوتا ہے۔ اس انشائیہ میں پطرس بخاری نے یہ واضح کیا ہے کہ عادت چاہے کیسی ہی کیوں نہ ہو وہ انسان کو غلام بنا لیتی ہے۔

عادت کو بدلنا نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ کو موت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا دیر تک سونے کی عادت کو ایسی داب ہوتی ہے کہ اس پر قابو پانا دشوار کام ہے۔

سوال نمبر ۲: طنز اور ظرافت کا فرق واضح کرتے ہوئے پطرس بخاری کی ظرافت نگاری پر ایک مقالہ لکھئے؟

جواب: طنز کے لغوی معنی ناز، تمسخر اور مذاق بات کہنے کے ہیں جو طعنہ جیسی بات ہوتی ہے۔ اصطلاح کے لحاظ سے انگریزی میں اس کو satire کہا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی بے ہنگام یا مضحکہ خیز واقعہ یا حالت پر ہمارے جو جذبات ہوتے ہیں ان کو اس طرح ادا کیا جائے کہ اس میں خوش طبعی اور ہنسی کا پہلو ظاہر ہو۔

طنز نگاری میں حتی الوسع زندگی کے ہر شعبے پر ناقدانہ نظر شامل ہوتی ہے جس میں عموماً جذبات رحمت و محبت یا نفرت و حقارت کی تحریک شامل ہوتی ہے۔ طنز و ظرافت کی سرحدیں یوں تو بظاہر ایک دوسرے کو چھوتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں لیکن دراصل طنز اور ظرافت میں ایک نہایت باریک فرق پایا جاتا ہے۔ عربی ظرافت کے معنی عقلمند اور ہوشیار ہوتا ہے ظریف عقلمند کو کہتے ہیں۔

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ "الملح فی الکلام کالملح فی الطعام" یعنی کلام میں ظرافت کو وہی مرتبہ حاصل ہے جو کھانے میں نمک کو ہے۔ طنز کی طرح ظرافت کا محرک بھی وہ نقیض کلام ہے جو کہا ہی ہوتا ہے جو شخصیت یا سماج میں رواج پا گیا ہو۔ اس نقیض سے لطف اٹھانے کا نام ظرافت ہے۔ ایسے ہم اس طرح بھی ادا کر سکتے ہیں کہ ظرافت محض ہنسنے ہنسانے کا نام نہیں طنز کا مقصد اصلاح اور ظرافت کی غرض تفریح و مزاح ہوا کرتی ہے۔ اسی لحاظ سے اصطلاح میں ظرافت اور مزاح کو ایک ہی مفہوم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

طنز و ظرافت کے فرق کو سمجھاتے ہوئے علی عباس حسینی نے بڑے مزے کی بات لکھی ہے۔ "ظرافت محض جلد کو چھو کر نکل جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے بعض حصوں کے ملنے سے وقتی گدگدی پیدا ہوتی ہے۔ مگر نرم جلد والا بھی ایک قہقہے کے بعد چلتا ہو جاتا ہے۔ طنز کی حالت اس نشتر کی ہے جس سے نہ صرف زخم کا ہی منہ نہیں کھولا جاتا ہے بلکہ بڑے انہماک سے اور نہایت ہوشیاری سے مواد بھی دے کر سی دیا جاتا ہے۔ طنز اس کانٹے کی طرح ہوتا ہے جو ہمیشہ کھٹکتا ہے اور طنز کا نتیجہ دل و دماغ سے نئی نئی ہزیت کا شگاف نکالتا ہے لیکن ظرافت میں نہ تو عمیق ہے اور نہ دیرپائی بلکہ وقتی جذبہ ہوتا ہے"۔

پطرس بخاری کے طنز و ظرافت میں لفظوں کی شعبدہ بازی نہیں ہوتی ہے۔ وہ حقیقت کو پیش فرماتے ہیں۔ وہ رمز و کنایہ کا سہارا بھی نہیں لیتے ہیں۔ بلکہ نہایت ہلکی پھلکی زبان میں اپنے علم معمولی مشاہدے اور مطالعہ کو پیش فرماتے ہیں۔ ان کی ظرافت میں تخیل اور طباعی دونوں نظر آتی ہے۔

Scanned by CamScanner

مضامین پطرس

سوال نمبر ۳: پطرس کے مضمون "کتے" کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے؟

جواب: "کتے" پطرس بخاری کا مشہور و معروف طنز و مزاحیہ مضمون ہے جسے آل احمد سرور نے بجا طور پر ان کے زندہ رہنے والے مضامین میں شمار کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا جو جس قدر تتبع کیا گیا ہے وہ اس کی کامیابی کا بہترین ثبوت ہے۔ پطرس کے فن پر قلم اٹھانے والے تقریباً تمام ناقدین نے ان اس مضمون کا تذکرہ کیا اور حوالہ دیا ہے۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی اپنی کتاب طنزیات و مضحکات میں پطرس کی طنز و ظرافت کو ارض پنجاب میں مرقع چغتائی کی حیثیت دیتے ہوئے اور یہ بتاتے ہوئے کہ ان کی تحریر نغمہ بلکہ فضا پیدا کرتی ہے اور ان کا آرٹ رقص و طرب میں نہیں بلکہ واقعات میں پوشیدہ ہوتا ہے پطرس کے مضمون "کتے" کا طویل اقتباس پیش کیا ہے۔
علی عباس حسینی نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ:

"پطرس کا کتا نایاب اور اچھوتا ہے۔ انگریزی کی ایک مشہور کہاوت ہے کہ مزاح نگار ذہن کے ساتھ کھیلتا ہے اور طنز نگار کتوں کے ساتھ شکار کھیلتا ہے اور بالعموم نفسیاتی لحاظ سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ کتوں کی طرح انسان بھی بیگانوں کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی اور نہیں ہے کہ ان کے اوپر غوغا مچائے"

چنانچہ مزاح نگاروں نے انسانوں کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہے۔ مذکورہ بالا معلوم باتوں کو سامنے رکھ کر جب ہم پطرس کے اس مضمون پر غور کرتے ہیں تو سب سے پہلا ہمیں مضمون نگار کے انتخاب عنوان کی داد دینی پڑتی ہے کہ پطرس نے کتے کی شکل میں گویا طنز و مزاح کے اصول اور اس کے نفسیاتی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے ایک تمثیل کے طور پر نہایت دور اندیشی اور چالاکی کے ساتھ موضوع کا انتخاب کیا ہے اور غالباً اسی لحاظ سے پطرس کے کتے کو معنوی پیروڈی کا اچھا نمونہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہاں تمثیل کے پیرائے میں ایک خاص فلسفہ طرز فکر اور نظام کے معنوی تناقض کو پطرس نے بے نقاب کیا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے اس مضمون کے فنی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے بالکل درست لکھا ہے کہ اس میں اس مشابہت اور تضاد سے مزاح کو تحریک ملتی ہے جو جانوروں اور انسانوں کے ہنگاموں کے مابین ہے۔ بقول فرحت اللہ کاکوروی واقعی پطرس نفسیات کے ماہر تھے چنانچہ اس مضمون میں نہ صرف یہ کہ موضوع اور عنوان کے انتخاب کی حد تک انہوں نے طنز و مزاح اور اس کے محرکات کے نفسیاتی پہلو کو سامنے رکھا ہے۔ بلکہ مضمون میں جو کچھ لکھا ہے اسے بھی اس امر کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک عام پڑھا لکھا آدمی تو واقعی اس موضوع پر قلم اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ لیکن یہ پطرس کا کمال ہے کہ اس موضوع پر قلم اٹھا کر انہوں نے اپنے فن کی بلندی اور سچائی کا ثبوت دیا ہے۔ آپ مضمون کو پڑھنا شروع کر دیں تو قدم قدم پر نہ صرف یہ کہ پطرس کے مطالعہ اور مشاہدے کی وسعت کا اندازہ ہوگا بلکہ آپ طنز و ظرافت کی نہروں میں ہر کوئی محسوس کرتے چلے جائیں گے۔

Dr D Paper 2
Sub

مضامین پطرس

جو اس مضمون کے رگ و پے میں نہ صرف سرایت کر گئی ہے بلکہ ہمہ وقت دوڑ رہی ہے۔ یہاں پطرس نے مشاہدہ نگاری کا ثبوت دیا ہے۔ اور کمال تو یہ ہے کہ اس پر ہر جگہ انہوں نے اصول فطرت کو مد نظر رکھا ہے۔ کتے کی یہ خصلت ہے کہ وہ حلوائی کی بجھی ہوئی چولہے کے اندر رات میں چھپ کے اور منہ پیٹ میں دیئے سوتے ہیں۔ بیدار ہوتے ہی کبھی کبھی اکٹھے لگتے ہیں۔ ایک کی آواز سن کر دوسرے اور [illegible] شہر کے سارے کتے بھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض کتے سڑک کے بیچوں بیچ سیدھے لیٹ سو گئے رہتے ہیں اور مستقل تمام اپنی جگہ سے ہلتے ہیں۔ پطرس نے اپنے مضمون میں کتوں کی ان تمام خصلتوں اور عادتوں کو ایک ایک کر کے بیان کیا ہے۔ لیکن پطرس کی جزئیات نگاری کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ہر بات میں طنز و مزاح کا پہلو پیدا کر دیا ہے۔

سوال نمبر ۳: طنز و ظرافت اور اس کی تکنیک پر روشنی ڈالیے۔ یا

"طنز کا وجود مزاح کے بغیر ممکن ہی نہیں، ہاں مزاح طنز سے عاری بھی ہو سکتا ہے"

اس قول کی روشنی میں طنز و ظرافت اور اس کی تکنیک پر روشنی ڈالیے۔

جواب: اردو ادب میں طنز و ظرافت کو ایک لحاظ سے صنف کی حیثیت دی جاتی ہے اور دوسرے لحاظ سے صرف اسلوب کا درجہ۔ اردو میں بعض اصناف سخن مثلاً غزل ایسی صنف ہے جس کی بنیاد ہیئت پر رکھی گئی ہے۔ اور بعض مثلاً "مرثیہ" اس اصناف سخن میں سے ہے جن کی بنیاد موضوع پر قائم ہے۔ لہٰذا ہجو کی صنف ہجو میں بھی کسی ہیئت کی قید نہیں ہوتی بلکہ اس کی صنفی حیثیت محض موضوع پر قائم ہوتی ہے اور ہجو کہ عموماً کسی کی ہجو بہرحال طنزیہ یا مزاحیہ انداز میں ہی کی جاتی ہے لیکن دوسری طرف چونکہ ہجو اور ظرافت ان سبھوں میں بڑا فرق ہی پایا جاتا ہے اور اصل میں جو چیز قدرے مشترک ہوتی ہے وہ صرف طنزیہ یا مزاحیہ انداز ہے۔ اس لیے ناقدین طنز و ظرافت کو ادب کی ایک قسم یعنی صنف نہیں بلکہ ابلاغ کا ایک ایسا پیرایہ ہوتا ہے جو دل نشین بھی ہو اور مؤثر بھی۔ اسلوب میں ترسیلی یا ابلاغی کا مفہوم شامل ہوتا ہے اور کاوش دماغ سوزی یا دقت بینی نیز تراش و خراش کے ساتھ صنفی و مرصع کاری کا عنصر اس کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے اور اسے خیال کا لباس نہیں بلکہ اس کی کھال کہا جاتا ہے۔ اسی لحاظ سے ادب میں طنز و مزاح کو اسلوب ماننے کے ساتھ اس کی تکنیک پر گفتگو کی جاتی ہے۔ طنز و ظرافت کیا ہے؟ اسے سمجھنے کے لیے بنیادی طور پر یہ نکتہ ذہن میں محفوظ رکھنا ضروری ہے کہ دراصل انسانی زندگی کے تین رخ ہوا کرتے ہیں۔

(۱) جذبہ (۲) فکر اور (۳) ارادہ انہیں کی کارفرمائی ہے۔

(۱) حسن (۲) حق اور (۳) خیر پیدا ہوتے اس سے ظاہر ہے کہ حسن دراصل انسانی زندگی کی